خطبہ جمعہ

وہ جو خدا کے ماموروں مُرسل کی پورے طور پر اطاعت نہیں کرتا اس نے بھی تکبّر سے ایک حصہ لیا ہے

تکبر سے بچو کیونکہ تکبّر ہمارے خداوند ذوالجلال کی آنکھوں میں سخت مکروہ ہے۔

جو لوگ تکبّر نہیں کرتے اور انکساری سے کام لیتے ہیں وہ ضائع نہیں ہوتے۔

(آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ کی صفت اَلْمُتَکَبِّر اور کبریائی کا تذکرہ)

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز – فرمودہ ۲۶؍اپریل ۲۰۰۲ء بمطابق ۲۶؍شہادت ۱۳۸۱ء ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

آج سے اللہ تعالیٰ کی صفات: کِبر، کِبْرِیَائی، تکبُّر اور اِسْتِکْبَار کا مضمون بیان کیا جائے گا۔ انشاءاللہ۔ سب سے پہلے مَیں ان الفاظ کے لغوی معانی پیش کرتا ہوں۔

حضرت امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ الکِبْرُ وَ التکبُّر وَالاِسْتِکْبَارُ کو معنی کے لحاظ سے قریب قریب بیان فرماتے ہوئے "المفردات" میں لکھتے ہیں:

کِبْر وہ حالت ہے جس کے سبب سے انسان عُجب میں مبتلا ہو جاتا ہے اور عُجب یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو دوسروں سے بڑا خیال کرے۔ اور سب سے بڑا تکبر قبولِ حق سے انکار اور عبادت سے انحراف کر کے اللہ تعالیٰ پر تکبّر کرنا ہے۔

اَلاِسْتِکْبَار دو طرح پر آتا ہے: ایک یہ کہ انسان بڑا بننے کا مقصد اور اس کے لئے جستجو کرے اور یہ بات اگر برمحل اور ایسے موقع پر ہو جس پر تکبّر کرنا انسان کو سزاوار ہے تو محمود یعنی محلِ مدح میں ہو گا۔

دوسرے یہ کہ انسان جھوٹی بڑائی کا اظہار کرے اور ایسے اوصاف کو اپنی طرف منسوب کرے جو اس میں موجود نہ ہوں۔ یہ طریق مذموم یعنی محل ذم میں ہے۔ قرآن کریم میں اسی دوسرے معنی میں خدا تعالیٰ کے یہ قول ہیں: أبیٰ وَاسْتَکْبَرَ، فَاسْتَکْبَروا فِی الاَرْض، فَاسْتکبَروا وَ کَانُوا قَوْمًا مُجْرِمِین۔

یہاں فَاسْتَکْبَرُوْا کے الفاظ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بات پر کان دھرنے سے اُن (کی قوم) کے تکبر کرنے، خودپسندی اور نخوت اختیار کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے جبکہ وَ کَانُوْا قَوْمًا مُجْرِمِیْن کے الفاظ سے یہ بتایا ہے کہ ان کے سابقہ جرائم نے ہی انہیں تکبر پر اُکسایا تھا اور یہ تکبر ان کے لئے کوئی نئی بات نہیں تھی بلکہ یہ تو اُن کا شیوہ بن چکا تھا......

علّامہ راغبؒ مزید فرماتے ہیں: لفظ التَّکَبُّر کا استعمال دو طرح پر ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ حقیقۃً کسی کے افعالِ حسنہ بہت زیادہ ہوں اور وہ ان میں دوسروں سے بڑھا ہوا ہو۔ اس معنی میں اللہ تعالیٰ صفت تکبّر سے متصف ہوتا ہے۔ چنانچہ فرمایا: العَزِیْز الجَبّار المُتکبّر۔

دوسرے معنے یہ کہ کوئی مصنوعی طور پر تکلف اور جھوٹ کی راہ سے کسی بات میں کمال کا ادّعا کرے۔ ان معنوں میں یہ انسانوں کی صفت کے طور پر استعمال ہوا ہے۔ جیسے فرمایا: فَبِئس مَثْوَی المُتَکَبّرِیْن۔

چنانچہ معنیٰ اوّل کے لحاظ سے یہ صفاتِ محمودہ میں داخل ہے اور معنیٰ ثانی کے لحاظ سے صفتِ ذم ہے......اور اَلْکِبْرِیَاءُ اطاعت اور فرمانبرداری کے درجہ سے اپنے آپ کو بلند سمجھنے کو کہتے ہیں اور یہ صفت خدا کے سوا کسی اَور کو زیبا نہیں ہے۔ چنانچہ فرمایا: وَلَهُ الْكِبْرِيَاءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْض اور اس کا ثبوت اس حدیث قدسی سے بھی ملتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: الکِبْریاءُ رِدَائِیْ وَالعَظَمَةُ اِزَارِی فَمَنْ نَازَعَنی فِی واحِدٍ مِنْهُمَا قَصَمْتُهُ یعنی کبریاء میرا اوڑھنا اور عظمت میرا بچھونا ہے۔ پس جو شخص ان دونوں میں سے کسی ایک کو مجھ سے چھیننے کی کوشش کرے گا تو مَیں اس کی گردن توڑ دوں گا۔

التَّکْبِیْر: کسی کو بڑا سمجھنے اور اللہ اکبر کہہ کر اللہ تعالیٰ کی عظمت اور بڑائی کو ظاہر کرنے اور اسی طرح اس کی عظمت کا احساس کرنے اور اس کو تسلیم کرنے پر بولا جاتا ہے۔ چنانچہ فرمایا: وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰهَ عَلَى مَا هَدَاكُمْ۔ (مفردات امام راغبؒ)

ان کے لغوی معنے بیان کرنے کے بعد اب سب سے پہلے اس مضمون سے تعلق رکھنے والی قرآن شریف کی چند آیات اور احادیث پیش کی جائیں گی۔ اور پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات پیش کئے جائیں گے۔

﴿قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَکُنْ لَهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَلَمْ یَکُنْ لَهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَ کَبِّرْهُ تَکْبِیْرًا﴾ (بنی اسرائیل: ۱۱۲)

اور کہہ کہ تمام تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے کبھی کوئی بیٹا اختیار نہیں کیا اور جس کی بادشاہت میں کبھی کوئی شریک نہیں ہوا اور کبھی اُسے ایسے ساتھی کی ضرورت نہیں پڑی جو (گویا) کمزوری کی حالت میں اُس کا مددگار بنتا۔ اور تُو بڑے زور سے اُس کی بڑائی بیان کیا کر۔

پھر سورۃ الحج کی ۳۸ویں آیت ﴿لَنْ یَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰکِنْ یَّنَالُهُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ. کَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَکُمْ لِتُکَبِّرُوْا اللّٰهَ عَلٰی مَا هَدَاکُمْ. وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِیْنَ﴾۔

ہرگز اللہ تک نہ ان کے گوشت پہنچیں گے اور نہ ان کے خون لیکن تمہارا تقویٰ اس تک پہنچے گا۔ اِسی طرح اُس نے تمہارے لئے اُنہیں مسخر کر دیا ہے تاکہ تم اللہ کی بڑائی بیان کرو اس بنا پر کہ جو اس نے تمہیں ہدایت عطا کی۔ اور احسان کرنے والوں کو خوشخبری دیدے۔

پھر دو آیات ہیں سورۃ المدثر کی: ﴿یٰٓاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ. قُمْ فَاَنْذِرْ. وَرَبَّكَ فَکَبِّرْ﴾ (سورۃ المدّثر: ۲-۴)۔ اے کپڑا اوڑھنے والے! اُٹھ کھڑا ہو اور انتباہ کر۔ اور اپنے ربّ ہی کی بڑائی بیان کر۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو فرمایا کہ "میں تمہیں اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے اور ہر بلندی پر اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرنے کی وصیت کرتا ہوں"۔ (سنن ابن ماجه كتاب الجهاد)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: "دو خصلتیں ایسی ہیں کہ جن کو اگر کوئی مسلمان ہمیشہ یاد رکھے گا تو جنت میں داخل ہو گا۔ (ایک یہ کہ) ہر نماز کے بعد دس مرتبہ سبحان اللہ، دس مرتبہ الحمد للہ اور دس مرتبہ اللہ اکبر کہے اور (دوسری یہ کہ) سونے سے قبل تینتیس مرتبہ سبحان اللہ اور تینتیس مرتبہ الحمد للہ اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر کہے"۔ (ترمذی كتاب الصّلٰوة)

پھر سورۃ الحشر کی ۲۴ویں آیت: ﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ. اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَکَبِّرُ. سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ﴾۔ وہی اللہ ہے جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ وہ بادشاہ ہے، پاک ہے، سلام ہے، امن دینے والا ہے، نگہبان ہے، کامل غلبہ والا ہے، ٹوٹے کام بنانے والا ہے (اور) کبریائی والا ہے۔ پاک ہے اللہ اُس سے جو وہ شرک کرتے ہیں۔

پھر سورۃ الجاثیہ کی ۳۷ویں اور ۳۸ویں آیت: ﴿فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ. وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ . وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾۔

پس اللہ ہی کی سب تعریف ہے جو آسمانوں کا ربّ اور زمین کا ربّ ہے (یعنی وہی) جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔ اور اسی کی ہے ہر بڑائی آسمانوں میں بھی اور زمین میں بھی اور وہی کامل غلبہ والا (اور) حکمت والا ہے۔

حضرت ابوبکر بن عبداللہ بن قیس اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:.......... جنت عدن میں لوگوں اور رؤیت باری تعالیٰ کے درمیان صرف کبر کی ایک چادر جو اس کے چہرے پر ہے، حائل ہوگی۔ (بخاری. کتاب تفسیر القرآن)

حضرت ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس نے اللہ کی خاطر ایک درجہ تواضع اختیار کی اللہ تعالیٰ اس کا ایک درجہ بلند فرمائے گا یہاں تک کہ اسے علیّین میں جگہ دے گا، اور جس نے اللہ کے مقابل ایک درجہ تکبّر اختیار کیا تو اللہ تعالیٰ اس کو ایک درجہ نیچے گرا دے گا یہاں تک کہ اسے اسفل السافلین میں داخل کردے گا۔

(مسند احمد بن حنبل، باقی مسند المکثرین من الصحابۃ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ فخر اور تکبر، کثرت سے اونٹ پالنے والے بادیہ نشینوں میں ہوتا ہے۔ اور سکینت اور اطمینان بھیڑ بکریاں پالنے والوں میں ہوتی ہے۔ اور ایمان یمنی ہے اور حکمت بھی یمنی ہے۔

(بخاری، کتاب المناقب)

یمنی سے مراد یہ ہے کہ بابرکت، قوت والی اور قدر و منزلت بڑھانے والی چیز۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

تین (قسم کے) لوگ ایسے ہیں جن سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کلام تک نہ کرے گا، نہ انہیں پاک ٹھہرائے گا اور نہ ان کی طرف دیکھے گا۔ اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ (وہ تین قسم کے لوگ یہ ہیں) بوڑھا زانی اور جھوٹ بولنے والا بادشاہ اور وہ مفلس جو متکبر ہو۔

(صحیح مسلم. کتاب الایمان)

حضرت جُندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

ایک شخص نے کہا کہ اللہ کی قسم، اللہ فلاں کو نہیں بخشے گا۔ اس پر اللہ عزوجل نے فرمایا: کون ہے جو میرے بارے میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہے کہ میں فلاں کو نہیں بخشوں گا۔ میں نے یقیناً اسے بخش دیا اور (اے قسم کھانے والے) میں نے تیرے اعمال ضائع کردیئے۔

(صحیح مسلم. کتاب البرّ والصّلۃ والآداب)

حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں ایک شخص نے بائیں ہاتھ سے کچھ کھایا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا: اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ اس نے کہا: میں ایسا نہیں کرسکتا۔ آپؐ نے فرمایا: تجھے کبھی بھی اس کی توفیق نہ ملے۔ اسے ایسا کرنے سے صرف تکبر نے باز رکھا ہے۔ (صحیح مسلم. کتاب الأشربۃ)

اس کے ہاتھ کو فالج ہی ہوگیا۔ جس ہاتھ سے اس نے کہا تھا کہ اسی ہاتھ سے کھاؤں گا اس کو پھر اس سے کھانے کی توفیق نہیں ملی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف دیکھے گا بھی نہیں جو تکبر سے اپنا تہہ بند گھسیٹتا ہے۔ (صحیح بخاری. کتاب اللباس)

تہہ بند گھسیٹنا جو ہے یہ تکبر اور نخوت کی علامت ہے۔ ملکاؤں میں بھی کسی زمانہ میں انگریزوں کی ملکاؤں میں یہ رواج تھا کہ بہت لمبا پیچھے کپڑا گھسٹتا آتا تھا۔ اور نوکرانیاں اس کو اٹھا کر پھرتی تھیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق یہ روایت ہے کہ بعض دفعہ آپ کا کپڑا بھی زمین پر گھسٹا کرتا تھا۔ تو آنحضرت ﷺ نے ان کے متعلق فرمایا کہ یہ تکبر کی وجہ سے نہیں کر رہا۔ یہ طبیعت کی سادگی کی وجہ سے ہے۔ پس جو تکبر کرکے اپنا کپڑا گھسیٹے گا یعنی بہت لمبی چیزیں پہنے گا تاکہ اس کی شان بلند ہو یہ محض نفس کا دھوکہ ہے اور اس کی کوئی بھی حقیقت نہیں ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے میرے سب سے زیادہ پیارے اور قیامت کے روز سب سے زیادہ میرے قریب بیٹھنے والے وہ لوگ ہیں جو تم میں سے سب سے خوش خُلق ہیں۔ اور تم میں سے مجھے سب سے زیادہ ناپسندیدہ اور قیامت کے روز مجھ سے سب سے زیادہ دُور وہ لوگ ہوں گے جو بہت بڑھ بڑھ کر باتیں کرنے والے ہیں اور فصاحت و بلاغت دکھانے کی خاطر منہ پھلا پھلا کر بات کرتے ہیں اور مُتَفَیْهِق ہیں۔ صحابہؓ نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! مُتَفَیْهِق کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: تکبر کرنے والے۔

(سنن ترمذی. کتاب البرّ والصّلۃ)

علامہ فخرالدین رازی سورۃ الحشر کی آیت ۲۴ کی تفسیر کے تحت اللہ تعالیٰ کی صفت اَلْمُتَکَبِّرُ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"جان لیجئے کہ اَلْمُتَکَبِّرُ مخلوق کے حق میں ایک ایسا نام ہے جو مذمت پر دلالت کرتا ہے کیونکہ متکبر وہ ہوتا ہے جو کبر کا اظہار کر رہا ہو۔ اور مخلوق میں اس چیز کا ہونا ایک نقص ہے کیونکہ اسے تکبر کرنا اور تعلّی کرنا زیبا نہیں ہے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ انسان کے ساتھ متکبر کا لفظ استعمال کرنے میں حقارت، ذلّت اور مسکنت لگی ہوئی ہے۔ پس جب انسان اپنی شان کو بڑھا بڑھا کر بیان کرتا ہے تو ایسا کرنے میں وہ چھوٹا ہوتا ہے اور لفظ متکبر کا انسان کے بارے میں استعمال اس کے لئے مذمّت کا باعث ہے۔ ہاں البتہ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کو ہر قسم کی بڑائی اور کبریائی زیبا ہے۔ پس جب وہ اپنی کبریائی کو ظاہر کرتا ہے تو ایسا کرنے سے وہ اپنی بزرگی اور اپنی علوِّشان بیان کرنے میں بندوں کی رہنمائی کرتا ہے اور اَلْمُتَکَبِّرُ کا اللہ تعالیٰ کے حق میں استعمال اللہ تعالیٰ کی انتہائی تعریف پر دلالت کرتا ہے۔ (رازی)

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"متکبر اپنی کبریائی کی حد کو کبھی نہیں پہنچتا اور کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔ مَیں نے ایسے نظارے خود دیکھے ہیں۔ جوشِ تکبر میں جن پر ظلم کیا، جنہیں ذلیل سمجھا۔ آخر اُنہی کے ہاتھوں بلکہ میخ والے جوتوں سے پٹوایا گیا۔" (ضمیمہ اخبار بدر قادیان۔ ۸/دسمبر ۱۹۱۱ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"اَلْكِبْرُ الَّذِيْ هُوَ رَأْسُ السَّيِّاٰتِ وَالضَّلَالِ الَّذِيْ يُبْعِدُ عَنْ طُرُقِ السَّعَادَاتِ"۔

(کرامات الصادقین ، روحانی خزائن جلد۷ صفحہ ۱۴۶)

اس کا ترجمہ یہ ہے کہ کبر برائیوں اور گمراہی کا سر ہے جو (انسان کو) خوش بختی اور سعادت سے دور لے جاتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرماتے ہیں:۔

"کوئی شخص محبتِ الٰہی اور رضائے الٰہی کو حاصل نہیں کرسکتا جب تک دو صفتیں اس میں پیدا نہ ہو جائیں۔ اوّل تکبر کو توڑنا جس طرح کہ کھڑا ہوا پہاڑ جس نے سر اونچا کیا ہوا ہوتا ہے گر کر زمین سے ہموار ہو جائے۔ اسی طرح انسان کو چاہئے کہ تمام تکبر اور بڑائی کے خیالات کو دُور کرے۔ عاجزی اور خاکساری کو اختیار کرے اور دوسرا یہ ہے کہ پہلے تمام تعلقات اس کے ٹوٹ جائیں جیسا کہ پہاڑ گر کر مُتَصَدِّعًا ہو جاتا ہے۔ اینٹ سے اینٹ جدا ہو جاتی ہے۔ ایسا ہی اس کے پہلے تعلقات جو موجب گندگی اور الٰہی نارضامندی تھے وہ سب تعلقات ٹوٹ جائیں اور اب اس کی ملاقاتیں اور دوستیاں اور محبتیں اور عداوتیں صرف اللہ تعالیٰ کے لئے رہ جائیں۔"

(ملفوظات جلد اوّل۔ صفحہ ۵۱۰، ۵۱۱۔ جدید ایڈیشن)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"اللہ تعالیٰ بہت رحیم و کریم ہے۔ وہ ہر طرح انسان کی پرورش فرماتا اور اس پر رحم کرتا ہے اور اسی رحم کی وجہ سے وہ اپنے ماموروں اور مرسلوں کو بھیجتا ہے تا وہ اہلِ دنیا کو گناہ آلود زندگی سے نجات دیں۔ مگر تکبر بہت خطرناک بیماری ہے جس انسان میں یہ پیدا ہو جاوے اس کے لئے رُوحانی موت ہے۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ بیماری قتل سے بھی بڑھ کر ہے۔ متکبر شیطان کا بھائی ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ تکبر ہی نے شیطان کو ذلیل و خوار کیا۔ اس لئے مومن کی یہ شرط ہے کہ اس میں تکبر نہ ہو بلکہ انکسار، عاجزی، فروتنی اس میں پائی جائے"۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۴۳۷، ۴۳۸۔ جدید ایڈیشن)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام مزید فرماتے ہیں:-

"سب سے اول آدم نے بھی گناہ کیا تھا اور شیطان نے بھی۔ مگر آدم میں تکبر نہ تھا اس لئے خدا تعالیٰ کے حضور اپنے گناہ کا اقرار کیا اور اس کا گناہ بخشا گیا۔ اسی سے انسان کے واسطے توبہ کے ساتھ گناہوں کے بخشا جانے کی امید ہے لیکن شیطان نے تکبر کیا اور وہ ملعون ہوا۔ جو چیز کہ انسان میں نہیں، متکبر آدمی خواہ مخواہ اپنے لئے اس چیز کے دعوے کے واسطے تیار ہو جاتا ہے۔ انبیاء میں بہت سے ہنر ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک ہنر سلب خودی کا ہوتا ہے۔ ان میں خودی نہیں رہتی۔ وہ اپنے نفس پر ایک موت وارد کر لیتے ہیں۔ کبریائی خدا کے واسطے ہے۔ جو لوگ تکبر نہیں کرتے اور انکساری سے کام لیتے ہیں وہ ضائع نہیں ہوتے"۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۲۱۶۔ جدید ایڈیشن)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں:-

"مَیں بُت بننے سے سخت نفرت رکھتا ہوں۔ مَیں تو بُت پرستی کو رد کرنے آیا ہوں نہ یہ کہ مَیں خود بُت بنوں اور لوگ میری پوجا کریں۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ مَیں اپنے نفس کو دوسروں پر ذرا بھی ترجیح نہیں دیتا۔ میرے نزدیک متکبر سے زیادہ کوئی بُت پرست اور خبیث نہیں۔ متکبر کسی خدا کی پرستش نہیں کرتا بلکہ وہ اپنی پرستش کرتا ہے۔"

(ملفوظات۔ جلد اوّل۔ صفحہ ۳۱۰۔جدید ایڈیشن)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام مزید فرماتے ہیں:-

"جیسے ایمان منکسر المزاجی اور اپنی رائے کو چھوڑ دینے سے پیدا ہوا ہے اسی طرح پر بے ایمانی تکبر اور اَنانیت سے پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے اس کے نتیجے میں زقوم کا درخت دوزخ میں ہوا اور وہ بداعمالیاں اور شوخیاں جو اس تکبر اور خود بینی سے پیدا ہوتی ہیں وہ وہی کھولتا ہوا پانی یا پیپ ہو گی جو دوزخیوں کو ملے گی۔" (ملفوظات جلد اوّل۔ صفحہ ۵۷۳ جدید ایڈیشن)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پاک ہونے کے طریق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"پس میرے نزدیک پاک ہونے کا یہ عمدہ طریق ہے اور ممکن نہیں کہ اس سے بہتر کوئی اور طریق مل سکے کہ انسان کسی قسم کا تکبر اور فخر نہ کرے۔ نہ علمی، نہ خاندانی، نہ مالی۔ جب خدا تعالیٰ کسی کو آنکھ عطا کرتا ہے تو وہ دیکھ لیتا ہے کہ ہر ایک روشنی جو ان ظلمتوں سے نجات دے سکتی ہے وہ آسمان سے ہی آتی ہے اور انسان ہر وقت آسمانی روشنی کا محتاج ہے۔ آنکھ بھی دیکھ نہیں سکتی جب تک سورج کی روشنی جو آسمان سے آتی ہے نہ آئے۔ اسی طرح باطنی روشنی جو ہر ایک قسم کی ظلمت کو دور کرتی ہے اور اس کی بجائے تقویٰ اور طہارت کا نور پیدا کرتی ہے آسمان ہی سے آتی ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا تقویٰ، ایمان، عبادت، طہارت سب کچھ آسمان سے آتا ہے۔ اور یہ خدا تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے وہ چاہے تو اس کو قائم رکھے اور چاہے تو دُور کر دے۔

پس سچی معرفت اسی کا نام ہے کہ انسان اپنے نفس کو مسلوب اور لاشئی محض سمجھے اور آستانہ اُلوہیت پر گر کر انکسار اور عجز کے ساتھ خدا تعالیٰ کے فضل کو طلب کرے۔ اور اس نور معرفت کو مانگے جو جذبات نفس کو جلا دیتا ہے اور اندر ایک روشنی اور نیکیوں کے لئے قوت اور حرارت پیدا کرتا ہے۔ پھر اگر اس کے فضل سے اس کو حصہ مل جاوے اور کسی وقت کسی قسم کا بسط اور شرح صدر حاصل ہو جاوے تو اس پر تکبر اور ناز نہ کرے بلکہ اس کی فروتنی اور انکسار میں اور بھی ترقی ہو۔ کیونکہ جس قدر وہ اپنے آپ کو لاشئی سمجھے گا اسی قدر کیفیات اور انوار خدا تعالیٰ سے اُتریں گے جو اس کو روشنی اور قوت پہنچائیں گے۔ اگر انسان یہ عقیدہ رکھے گا تو اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کی اخلاقی حالت عمدہ ہو جائے گی۔ دنیا میں اپنے آپ کو کچھ سمجھنا بھی تکبر ہے اور یہی حالت بنا دیتا ہے۔ پھر انسان کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ دوسرے پر لعنت کرتا ہے اور اسے حقیر سمجھتا ہے"۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۱۲،جدید ایڈیشن)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"مَیں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ تکبر سے بچو کیونکہ تکبر ہمارے خداوند ذوالجلال کی آنکھوں میں سخت مکروہ ہے۔ مگر تم شاید نہیں سمجھو گے کہ تکبر کیا چیز ہے۔ پس مجھ سے سمجھ لو کہ مَیں خدا کی روح سے بولتا ہوں۔ ہر ایک شخص جو اپنے بھائی کو اس لئے حقیر جانتا ہے کہ وہ اس سے زیادہ عالم یا زیادہ عقلمند یا زیادہ ہنرمند ہے وہ متکبر ہے کیونکہ وہ خدا کو سر چشمہ عقل اور علم کا نہیں سمجھتا اور اپنے تئیں کچھ چیز قرار دیتا ہے۔ کیا خدا قادر نہیں کہ اُس کو دیوانہ کر دے اور اس کے اُس بھائی کو جس کو وہ چھوٹا سمجھتا ہے اس سے بہتر عقل اور علم اور ہنر دیدے۔ ایسا ہی وہ شخص جو اپنے کسی مال یا جاہ و حشمت کا تصور کر کے اپنے بھائی کو حقیر سمجھتا ہے وہ بھی متکبر ہے کیونکہ وہ اس بات کو بھول گیا ہے کہ یہ جاہ و حشمت خدا نے ہی اُس کو دی تھی اور وہ اندھا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ وہ خدا قادر ہے کہ اس پر ایک ایسی گردش نازل کرے کہ وہ ایک دم میں اسفل السافلین میں جا پڑے اور اس کے اس بھائی کو جس کو وہ حقیر سمجھتا ہے اس سے بہتر مال و دولت عطا کر دے۔ ایسا ہی وہ شخص جو اپنی صحت بدنی پر غرور کرتا ہے یا اپنے حسن اور جمال اور قوت اور طاقت پر نازاں ہے اور اپنے بھائی کا ٹھٹھے اور استہزاء سے حقارت آمیز نام رکھتا ہے اور اُس کے بدنی عیوب لوگوں کو سناتا ہے وہ بھی متکبر ہے اور وہ اس خدا سے بے خبر ہے کہ ایک دم میں اس پر ایسے بدنی عیوب نازل کرے کہ اس بھائی سے اس کو بدتر کر دے اور وہ جس کی تحقیر کی گئی ہے ایک مدت دراز تک اس کے قویٰ میں برکت دے کہ وہ کم نہ ہوں اور نہ باطل ہوں کیونکہ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ایسا ہی وہ شخص بھی جو اپنی طاقتوں پر بھروسہ کر کے دعا مانگنے میں سست ہے وہ بھی متکبر ہے کیونکہ قوتوں اور قدرتوں کے سر چشمہ کو اُس نے شناخت نہیں کیا اور اپنے تئیں کچھ چیز سمجھا ہے۔

سو تم اے عزیزو! ان تمام باتوں کو یاد رکھو ایسا نہ ہو کہ تم کسی پہلو سے خدا تعالیٰ کی نظر میں متکبر ٹھہر جاؤ اور تم کو خبر نہ ہو۔ ایک شخص جو اپنے ایک بھائی کے ایک غلط لفظ کی تکبر کے ساتھ تصحیح کرتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ ایک شخص جو اپنے بھائی کی بات کو تواضع سے سننا نہیں چاہتا اور منہ پھیر لیتا ہے اُس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ ایک غریب بھائی جو اس کے پاس بیٹھا ہے اور وہ کراہت کرتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ ایک شخص جو دعا کرنے والے کو ٹھٹھے اور ہنسی سے دیکھتا ہے اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے۔ اور وہ جو خدا کے مامور اور مُرسل کی پورے طور پر اطاعت کرنا نہیں چاہتا اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے۔ اور وہ جو خدا کے مامور اور مُرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے۔ سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہو تا کہ ہلاک نہ ہو جاؤ تا تم اپنے اہل و عیال سمیت نجات پاؤ۔ خدا کی طرف جھکو اور جس قدر دنیا میں کسی سے محبت ممکن ہے تم اس سے کرو اور جس قدر دنیا میں کسی سے انسان ڈر سکتا ہے تم اپنے خدا سے ڈرو۔ پاک دل ہو جاؤ اور پاک ارادہ اور غریب اور مسکین اور بے شر تا تم پر رحم ہو۔"

(نزول المسیح۔ روحانی خزائن۔ جلد ۱۸۔ صفحہ ۴۰۲۔۴۰۳)

اب آخر پر ایک الہام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے:

اَلْمُتَکَبِّرُ یہ خدا کا کام ہے۔ "اللہ اکبر"۔

(بدر، جلد ۱ نمبر ۳۰،مورخہ ۲۷/اکتوبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۲۔تذکرہ صفحہ ۵۷۴ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فقرہ ہے کہ اَلْمُتَکَبِّرُ یہ میرے متعلق نہیں یہ اللہ تعالیٰ کا اپنا کلام ہے کہ اللہ اَلْمُتَکَبِّرُ ہے۔ اللہ اکبر۔

............❀❀❀............❀❀❀............